تبصرۂ کتب

کتاب: آزاد کشمیر، ایک سیاسی جائزہ
مصنف: مرزا شفیق حسین
صفحات: ۴۱۵
قیمت: -/۲۵۰ روپے
ناشر: قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، اسلام آباد
تبصرہ نگار: اشرف ندیم

مرزا شفیق حسین کی کتاب "آزاد کشمیر، ایک سیاسی جائزہ" جو سال ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۵ء تک کے عرصے پر محیط ہے، تاریخ کشمیر کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ تاریخ کشمیر کے موضوع پر تحقیقی کتب کے جس قحط کی طرف مصنف نے کتاب کے پیش لفظ میں اشارہ کیا ہے۔ اس کا احساس جس قدر آج پایا جاتا ہے۔ وہ پہلے نہیں تھا۔ کیونکہ گذشتہ سال کے آغاز سے مقبوضہ کشمیر کے اندر بھارتی استبداد کے خلاف آزادی کی جو لہر اٹھی ہے اس میں کسی قسم کی کمی کے بجائے وقت کے ساتھ ساتھ شدت پیدا ہو رہی ہے۔ جس نے نہ صرف پاکستانی عوام بلکہ دنیا بھر کے حریت پسند انسانوں کی توجہ بھرپور طور پر اپنی طرف مبذول کرائی ہے۔ یہ مقبوضہ کشمیر کے اندر سے اٹھنے والی اسی تحریک کا اعجاز ہے کہ آج پاکستان کی اعلیٰ ترین قیادت جب دنیا کو درپیش عالمی مسائل، جیسے خلیج کی جنگ کا ذکر کرتی ہے تو کشمیر کے مسئلے کا اظہار بھی اسی شدومد کے ساتھ ہوتا ہے جس کا یہ مسئلہ ہمیشہ متقاضی رہا ہے۔ موجودہ حالات کا تقاضا ہے کہ مسئلہ کشمیر کی تمام جہتوں کو خود سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کے لیے زیادہ سے زیادہ لٹریچر شائع کیا جائے۔

یہ ایک انتہائی افسوس ناک امر ہے کہ تاریخ کشمیر کے موضوع پر اردو میں سید محمود آزاد، ڈاکٹر محمد سرور عباسی، مرزا شفیق حسین اور معدودے چند دیگر مصنفین کے علاوہ ہمارے مصنفین اور محققین نے اس موضوع پر تاحال توجہ نہیں کی جس کا نقصان ہمیں علمی، تہذیبی اور سیاسی سطح پر اٹھانا پڑ رہا ہے۔

یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ تاریخ کشمیر کے جس کام کو سید محمود آزاد نے زمانہ قدیم سے شروع کر کے ۱۹۴۷ء تک تمام کیا اسے مرزا شفیق حسین نے ۱۹۴۷ء سے شروع کر کے دور حاضر یعنی ۱۹۷۵ء تک پہنچا دیا ہے۔ ان دونوں کتابوں نے مل کر تاریخ کشمیر کے ایک اہم دائرے کو مکمل کر دیا ہے۔

مرزا شفیق حسین کی کتاب کشمیر پر لکھی گئی دیگر کتابوں سے بالکل الگ اور منفرد نظر آتی ہیں جس کی وجہ شاید یہ ہے کہ مصنف نے اس میں علمی ذمہ داریوں کو بڑی دیانتداری سے نبھایا ہے۔ تاریخ کشمیر سے مرزا صاحب کو خاص دلچسپی ہے۔ اس کتاب کو پڑھتے ہوئے جابجا اس احساس کی نفی ہوتی ہے کہ سرکاری محققین ، تحقیق کرتے وقت وہ دقتیں اٹھانے کی زحمت نہیں کرتے جن کا ان پر حق ہوتا ہے۔ لیکن مرزا صاحب کے ہاں معاملہ الگ ہے۔

تحقیق ایک ایسا کام ہے کہ اس کے لیے بقول شخصے:

چیتے کا جگر چاہیے شاہین کا تجسس

اور اس میں کچھ شک نہیں کہ مرزا صاحب کے اندر یہ دونوں خوبیاں موجود ہیں۔ اس کتاب کو پڑھ کر احساس ہوتا ہے کہ مرزا صاحب بے پناہ تحقیقی توانائیوں کے مالک ہیں۔

زیرِنظر کتاب آزاد کشمیر کی اردو زبان میں ایک قابل ذکر تاریخ ہے جس میں ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۵ء تک کا زمانہ موضوعِ تحقیق بنایا گیا ہے۔ کتاب چودہ ابواب پر مشتمل ہے اور قیام پاکستان سے ۱۹۷۵ء تک

آزاد کشمیر اور پاکستان کے سیاسی، فکری، تاریخی اور انتظامی روابط پر روشنی ڈالتی ہے۔ اب تک تاریخِ کشمیر پر اردو میں جتنے کام سامنے آئے ہیں ان کا دائرہ کار قیام پاکستان سے پہلے تک محدود تھا۔ مرزا شفیق حسین صاحب نے قیام پاکستان کے بعد کشمیر کی تاریخ کے مختلف ادوار پر مستند حوالوں سے مواد اخذ کر کے سیر حاصل بحث کی ہے۔ یہ کتاب تاریخ کے مختلف ادوار کے تسلسل میں ایک اہمیت کی حامل ہے۔ مصنف موصوف اس سے پہلے تاریخ کشمیر کے موضوع پر دو اہم کارنامے منظر عام پر لا چکے ہیں۔ جن میں تاریخ کشمیر پر "کتابیات" اور کشمیری مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد ۱۹۳۱ء تا ۱۹۳۹ء (منتخب دستاویزات) شامل ہیں۔

یہ کتاب جن ابواب پر مشتمل ہے، ان کی تفصیل اس طرح ہے۔
ریاست جموں و کشمیر، ڈوگرہ استبداد اور سیاسی جدوجہد، جنگ آزادی کا آغاز، قیام آزاد کشمیر، آزاد کشمیر حکومت کا ابتدائی دور، داخلی سیاست، حزب اختلاف کا ارتقاء ، سیاسی انتشار کا دور، حد متارکہ جنگ عبور کرنے کی تحریک، سیاسی سمجھوتے کی کوشش، پاکستان میں مارشل لاء کا نفاذ، خان عبدالحمید خان کا دور حکومت اور ایکٹ ۱۹۶۸ء کا نفاذ، انتخابات ۱۹۷۰ء اور عوامی حکومت کا قیام، عوامی دور حکومت، ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۵ء۔

آزاد کشمیر ایک سیاسی جائزہ کے مطالعہ کے دوران جہاں مصنف کی محنت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے، وہاں ان کی کچھ فروگذاشتوں پر بھی نظر پڑتی ہے۔

مصنف نے جس محنت سے مواد اکٹھا کیا ہے، ایک مؤرخ کے طور پر محققانہ نتائج کے استخراج میں اس قدر احتیاط سے کام نہیں لیا۔ یہی سبب ہے کہ کتاب کے اکثر حصے صحافتی نوعیت کی رپورٹنگ جیسے نظر آتے ہیں جو کہ میری نظر میں تاریخ نویسی کے مزاج کے

مطابق نہیں۔ مثال کے طور پر جب مصنف آزاد کشمیر حکومت کے باقاعدہ قیام کے پس منظر کا ذکر کرتے ہیں تو ۲ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو منعقدہ اجلاس کے حوالے سے بننے والی حکومت کو قطعی غیر نمائندہ اور غیر قانونی بیان کرتے ہیں۔ جب کہ ایک دوسرے حوالے کے تحت ۲۴ اکتوبر کی حکومت کو بھی غیر مستند اور غیرقانونی بیان کرتے ہیں۔ وہ ۲۴ اکتوبر کے اعلان کو خصوصی اہمیت کا حامل قرار دیتے ہیں۔ اسے معنی خیز بھی کہتے ہیں۔ اس قسم کے طرز استدلال کے پیش نظر ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مصنف نے تحقیقی انداز کی بجائے صحافتی رنگ کو اپنایا ہے۔ کتاب کے جزئیاتی اسلوب کی نشاندہی کے لیے متوازی مسلم کانفرنس کے ایک عہدیدار کی مثال دی جا سکتی ہے جس کے بارے میں مصنف نے حواشی میں بتایا ہے کہ "وہ ایک معمولی کارکن تھے، ان کا نمک کا کاروبار تھا۔ کشمیر میں وہ نمک غبن کے ایک مقدمے میں ملوث تھے۔ جس کے باعث احمد بیگ کی بجائے "نون بیگ" کے نام سے پکارا جانے لگے۔ چنانچہ وہ بھاگ کر پاکستان آ گئے اور میر واعظ کی کانفرنس میں شامل ہو گئے"۔

اس کتاب کی تیاری میں مرزا صاحب نے دو ممتاز کشمیری صحافیوں میر عبدالعزیز اور خواجہ عبدالصمد وانی سے نمایاں طور پر استفادہ کیا ہے۔ لیکن معلوم نہیں وہ کتاب کے آخری صفحے پر کتابیات کی ذیلی سرخی "زبانی روایات" کے تحت میر عبدالعزیز صاحب کا نام دینا کیوں بھول گئے۔ اس طرح یہ بات بھی سمجھ سے بالا تر ہے کہ وانی صاحب کے ہفت روزہ کشیر سے استفادہ کے باوجود کتاب کے حواشی میں اس کا ذکر موجود نہیں ہے۔

مصنف نے حواشی، ضمیمہ جات اور کتابیات پر خصوصی توجہ دی ہے جو تاریخ کشمیر پر کام کرنے والے محققّین کے لیے یقیناً مفید ثابت ہوں گے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ۴۱۵ صفحات کی کتاب میں سے ۸۱

صفحات حواشی، ۱۱ صفحات ضمیمہ جات، اور ۳ صفحات کتابیات کے لیے مخصوص ہیں۔

تاریخ کے جس دور کو انہوں نے موضوع بنایا ہے اس کے زیادہ ماخذ صحافت پر ہی مشتمل ہیں اور تاحال اس دور کے بارے میں کم از کم اردو زبان میں تو ابھی تک کوئی اہم اور جامع تصنیف شائع نہیں ہوئی، جس سے مرزا شفیق حسین صاحب کے کام کی اہمیت میں اور بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔ تاریخ کے مختلف پہلوؤں پر جامع اور وسیع تحقیق وقت کی اہم ضرورت ہے اور یہ کہنے میں مجھے تامل نہیں کہ تاریخ کشمیر کے بارے میں کسی جامع منصوبے کے لیے مرزا شفیق حسین صاحب کی کتاب "آزاد کشمیر ایک سیاسی جائزہ" ایک بنیادی اور اہم حوالے کے طور پر ضرور قابلِ استفادہ ہو گی۔